

# پرندوں کے گھونسلے

پرندے! اپنے شاندار رنگوں کے ساتھ، وہ ہماری آنکھوں کو چمکاتے ہیں! وہ ہمیں اپنے گانوں سے خوش کرتے ہیں! اوراوہ، وہ گھونسلے بناتے ہیں!

زیادہ تر پرندے اپنے گھونسلوں میں نہیں رہتے۔ وہ انہیں خاص طور پر اپنے بچوں کے لیئے بناتے ہیں۔ وہ انڈے دیتے ہیں اور گھونسلے میں سینکتے ہیں۔ وہ وہاں بچوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ بچے گھونسلے میں اس وقت تک رہتے ہیں جب تک کہ وہ اڑنے کے قابل نہ ہوجائیں۔ پھر پورا خاندان اڑجاتا ہے۔



کچھ پرندے اپنے گھونسلوں کو سال بہ سال دوبارہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن کوے کی طرح بہت سے لوگ ہر موسم میں نیا گھونسلہ بناتے ہیں۔ اسی لیئے ہم اکثر کوؤں کو اپنی چونچوں میں ٹہنیوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ وہ حفاظت کے لیئے اپنے پیالے کے سائز کے گھونسلے درخت میں جتنا ممکن ہو اونچا بناتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ تمام پرندوں کے گھونسلے پیالے کی شکل کے نہیں ہوتے؟ گھونسلے کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کچھ سلے ہوئے ہیں۔ کچھ بنے ہوئے ہیں۔ اور کچھ صرف زمین میں کھودے جاتے ہیں!



درزی پرندہ اپنا گھونسلہ سلائی کرتا ہے۔ یہ دو لٹکتے پتوں میں سوراخ کرتا ہے
اور پودوں کے ریشوں کو سوراخوں کے ذریعے جوڑتا ہے۔ گھونسلا اپنے ارد
گرد کے پتوں کے ساتھ اتنی اچھی طرح سے گھل مل جاتا ہے کہ ہم اس
کے قریب سے گذرنے پر بھی کسی چیز پر شک نہیں کرسکتے!



اور بنجر پرندہ اپنا گھونسلہ کیسے بناتا ہے؟ یہ شاخ کے
سرے پر مضبوط گرہ باندھتا ہے۔ پھر یہ پودوں کے
مزید ریشوں کو ایک ساتھ ایک بڑی گیند میں بناتا ہے۔
تیار شدہ گھونسلا بالکل الٹا برتن کی طرح لگتا ہے۔ اس کی
لمبی گردن نیچے کھلی جگہ پر لٹکتی ہے تاکہ کوئی شکاری اندر
نہ چڑھ سکے۔

کچھ پرندے، جیسے ہدہد اور ہارن بل، درختوں کے کھوکھلے کو گھونسلے کے طور پر استعمال
کرتے ہیں۔ اوہ، ہارن بل! کیا تم نے کبھی ایک دیکھا ہے؟ اس کے سر پر ایک بڑی،
نارنجی ٹوپی ہے، اور ایک لمبی، نارنجی چونچ ہے۔ جب یہ اڑتا ہے تو اس کے پروں کی
آواز بلند ہوتی ہے۔ یہ ایک جرات مندانہ پرندہ ہے، ایک حقیقی شیخی بگھارنے والا!

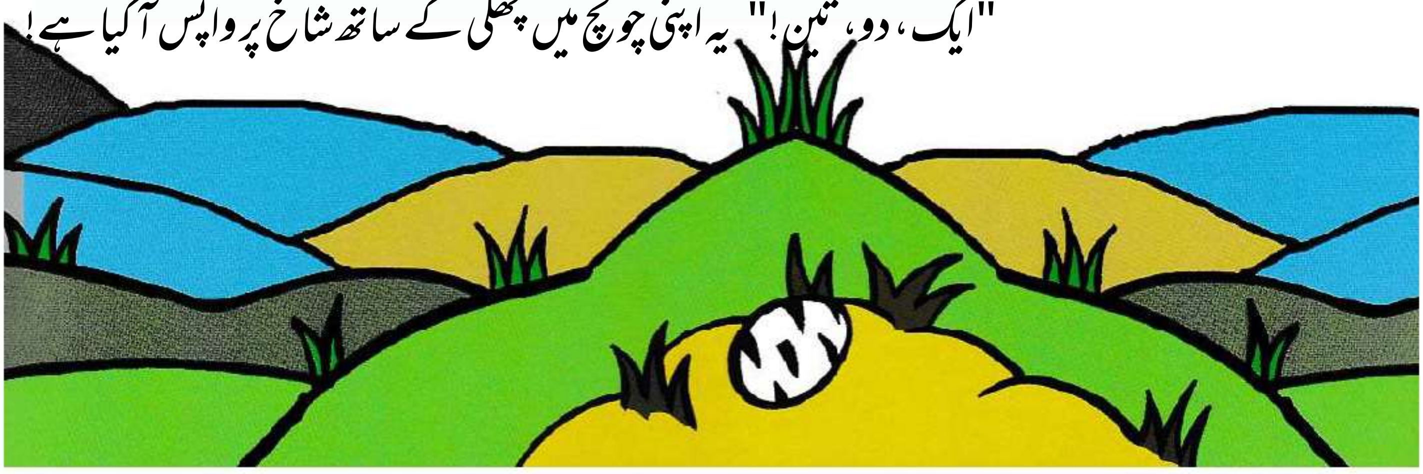


جب ماں ہارن بل اپنے انڈے دینے کے لیے تیار ہوتی ہے تو وہ درخت کے کھوکھلے کے اندر چلی جاتی ہے۔ باپ پرندہ ہوا اور کھانے کے لئے ایک چھوٹا سا سوراخ چھوڑ کر، داخلی دروازے پر ایک دیوار کھڑا کرتا ہے۔ جب چوزے بڑھتے ہیں تو ماں اندر رہتی ہے۔ جب وہ کھانا لانے میں باپ کی مدد کرنے کے لیئے باہر نکلتی ہے، تو چوزے گھوسلا سے بیکار چیزوں کا استعمال کرتے ہوئے خود ہی دیوار کو دوبارہ تعمیر کرتے ہیں۔ کسی نہ کسی طرح، وہ جانتے ہیں کہ کیا کرنا ہے!

کیا تمام پرندے اپنے گھونسلے بناتے ہیں؟ نہیں، وہ نہیں کرتے! کچھ، کوئیل کی طرح، دوسرے ندوں کے گھونسلوں میں اپنے انڈے دیتے ہیں۔ کچھ اپنے انڈے بھی زمین پر دیتے ہیں!



سب سے زیادہ حیرت انگیز پرندوں میں سے ایک، کنگ فشر، زمینی نیسٹر ہے۔ کیا آپ نے کنگ فشر کو مچھلی پکڑتے دیکھا ہے؟ یہ کم لٹکی ہوئی شاخ پر بیٹھ کر پانی میں گھورتا ہے۔ اچانک یہ ڈوبتا ہے- اور اس سے پہلے کہ آپ کہہ سکیں، "ایک، دو، تین!" یہ اپنی چونچ میں مچھلی کے ساتھ شاخ پر واپس آگیا ہے!

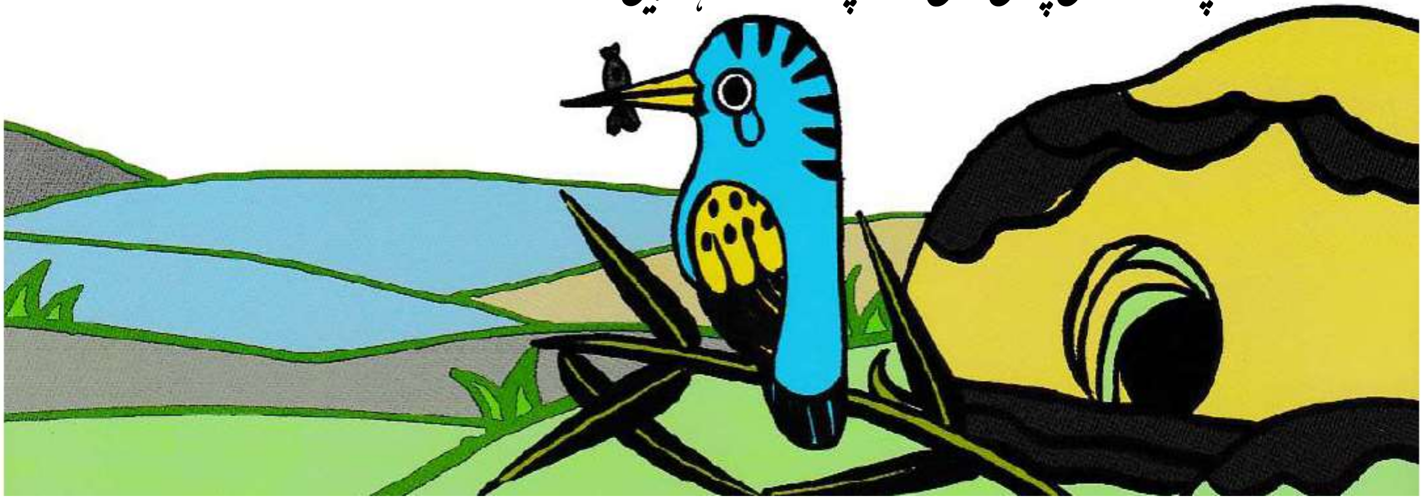




گھونسلے بنانے والے کنگ فشر جھیل یا تالاب کے کنارے ریت میں سرنگ کھودتے ہیں۔ انڈے آنے کے بعد، باپ کنگ فشر انہیں سینکنے میں ماں کی مدد کرتا ہے۔ انڈے سے بچے نکلنے کے بعد دونوں والدین باری باری چوزوں کے لیئے کھانا لاتے ہیں۔ والدین چار ماہ تک اسی طرح محنت کرتے ہیں!

بہت سارے، بہت سے دلکش پرندے ہیں۔ اگر ہم خاموش رہیں اور دیکھتے رہیں تو ہم ان کے بارے میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

آپ کے آس پاس کون سے پرندے رہتے ہیں؟





**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

# ہم کون ہیں؟

یہ پھل کئی اقسام میں آتا ہے۔
سبز، پیلا، یا سرخ، موٹا یا پتلا،
فوری ناشتہ کے لیئے جلد کو چھیلیں۔
یہ میٹھا اور روٹا مغز سے بھرا ہوا ہے۔



سبز سنگ مرمر، خوبصورت شیشے کے ماربل
بیل پر جھنڈوں میں لٹکا ہوا!

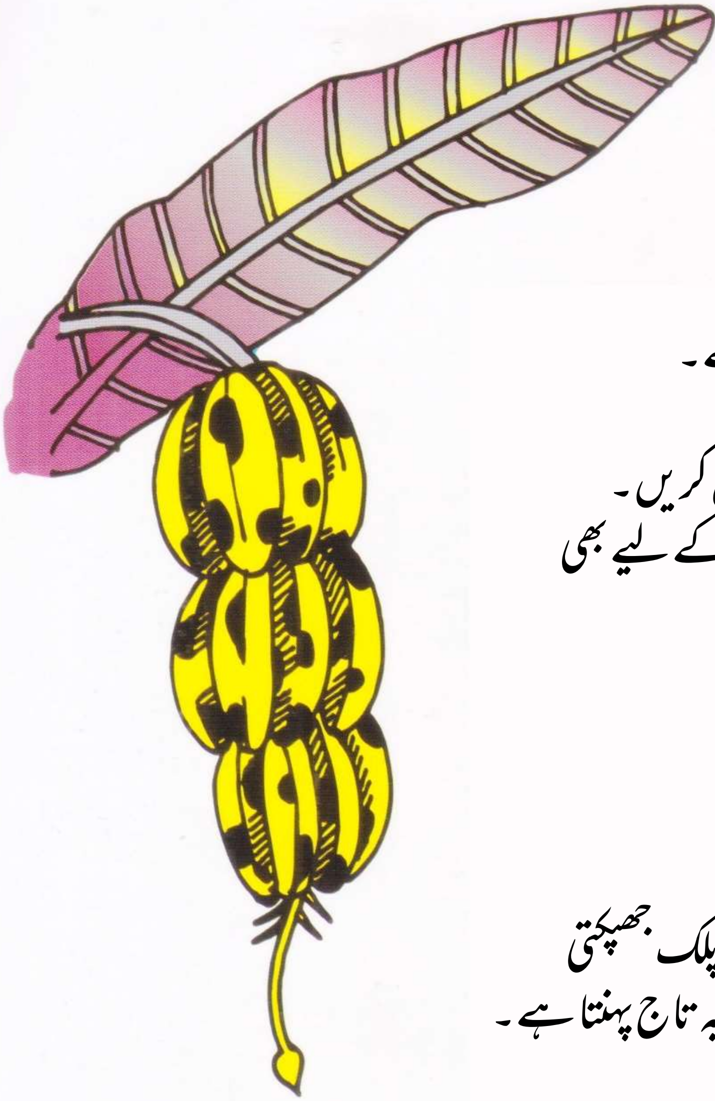
یہ آپ کی زبان کو جامنی رنگ کا داغ دے گا،
اور آپکے دانت کو نیلے کر دے!
یہ درخت پر سیاہ اور چمکدار ہے۔
اور بہت سے صحت کے فوائد فراہم کرتا ہے۔

سخت جلد والی گیند
رس سے بھرے کیبن ہیں۔
ایک ایک کر کے کیبن کھائیں۔
یا گیند کو دو حصوں میں کاٹ دیں۔
اور غذائیت سے بھرپور رس کو دبا دیں۔



بچے انہیں درخت سے توڑتے ہیں۔
طوطے ان میں گھس جاتے ہیں۔
ان میں بہت سے چھوٹے کرچی بیج ہوتے ہیں۔
سبز ہو یا پیلا، ان کی مہک دعوت دیتی ہے۔

یہ ایک خوبصورت ڈیزائن کے ساتھ ہموار سبز جلد ہے
اسے کاٹ دو اور یہ 'کریک' کے ساتھ کھلتا ہے
بہت سے سیاہ دھبوں کے ساتھ گول سرخ چہرہ دکھا رہا ہے۔
ایک باریک سلائس لیں اور تر و تازہ محسوس کریں۔



ایک سڈول، گول پھل
سرخ، سبز اور پیلے رنگ میں
اندر سے کرکرا اور سفید
کشمیر اور شملہ میں اگایا

یہ پکا ہوا پھل کھٹا اور میٹھا ہوتا ہے۔
اسے پھلی میں مارو اور اسے توڑ دو
کھانا پکانے میں اسکا گودا استعمال کریں۔
اور پیتل کے برتنوں کو چمکانے کے لیے بھی

سرخ یا پیلے پھلوں کے گچھے۔
خشک ہونے پر ان کی جلد پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔
وہ ایک میٹھے ذائقہ کے ساتھ چبا رہے ہیں۔
لیکن ان کے پتھر دل سے بچو!

اس کی ہزار پلک جھپکتی
آنکھوں پر یہ تاج پہنتا ہے۔



ایک کانٹے دار بکتر کے اندر
چپچپا شربت میں دھولیں۔
چپچپا بھوسے میں پیک۔
آسمانی حلوے کے ہزار کاٹنے!

ایک سبز، لحاف والی جیکٹ میں لپٹی
اور سیاہ، بیضوی موتیوں کو چھپانا :
ایک کریمی، میٹھا پھل



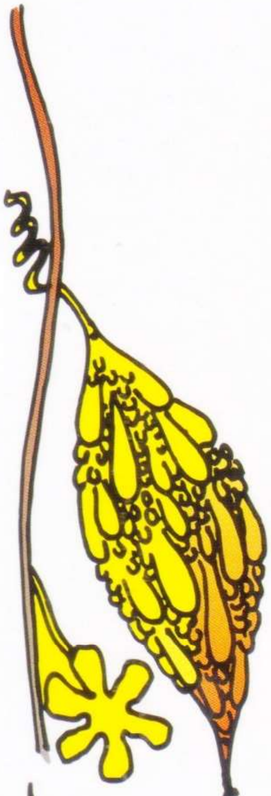
میرے سرخ رنگ کے زیور کے خانے میں
چھوٹے پیلے رنگ کے ایوان ہیں۔
جہاں قیمتی سرخ مالا رکھے گئے ہیں۔

کیلا، کھجور، جامن (کالا بیر)، سنترا، امرود، تربوز، سیب، املی، انگور، اناناس، جیک فروٹ (کٹھل)، کسٹرڈ ایپل (شریفا)، انار



سبز، لمبا اور پتلا
آپ کی انگلی کی طرح کی شکل
اسے کاٹ دو- یہ پانچ رخا زیور کی طرح ہے۔
اور ایک مزیدار رات کا کھانا بنانے میں مدد کرتا ہے۔

اس کا رنگ نارنجی ہے۔
اس کی شکل مخروطی ہوتی ہے۔
یہ زیر زمین اگتا ہے۔
یہ ہماری بینائی کے لیے اچھا ہے۔



میں گول اور سبز ہوں۔
میرا جسم پتوں سے بھر گیا ہے۔
انہیں کاٹ کر بھاپ لیں۔
یا انہیں کچے سلاد میں کھائیں۔

کانٹے دار تنوں سے لیس
اور کانٹے دار پنکھے نما پتے
سفید، سبز یا جامنی رنگ میں بیضوی پھل
اپنے سر پر تاج پہنتا ہے۔

اگر تم نے مجھے کاٹا
میں تمہیں رلا دوں گا۔



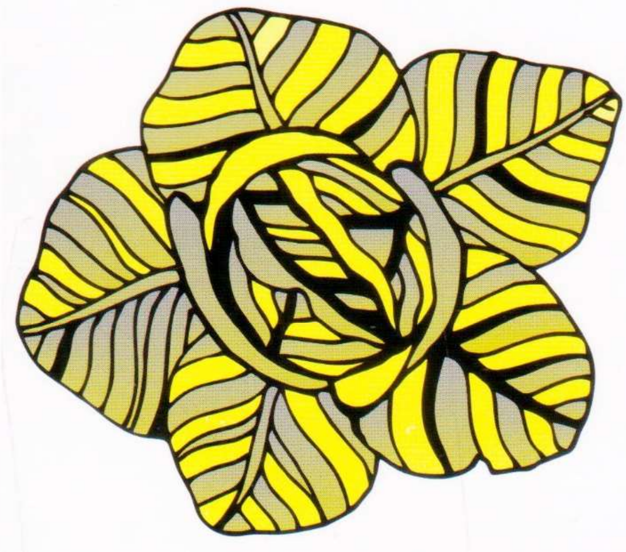
یہاں سبز پودوں کا بستر ہے۔
کچھ پتے کاٹ کر دھو لیں۔
مزیدار اور صحت بخش ڈش بنائیں
اور پتے کے دوبارہ اگنے کا انتظار کریں۔



خوبصورت تارامی سفید پھولوں کے درمیان
نازک گھماؤدار ڈنٹھلوں کے ساتھ
لمبے لمبے سانپ
جال سے لٹکتے ہوئے!

میرے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔
میرے اکھوے برتنوں کی طرح ہیں۔
وہ زمین میں چھپ جاتے ہیں۔
اور زمین کے رنگ ہیں۔

ایک لمبے لمبے کمرے میں
سبز موتیوں کی ایک فوج



میں سبز اور بہت کڑوا ہوں۔
لیکن میں دوا نہیں ہوں۔
بچے مجھ سے دور بھاگتے ہیں۔
لیکن کھانے کے طور پر میں مکمل ہوں

یہ پیلے رنگ کے پھولوں والی بیل پر اگتا ہے۔
جب پک جائے تو یہ تربوز کے سائز کا ہوتا ہے۔
لیکن ہلکے، سرمئی سبز رنگ میں
یہ ذائقہ میں ہلکا ہے لیکن آپ کے پیٹ کے لیئے اچھا ہے۔

بھنڈی، گاجر، بند گوبھی، بیگن، پیاز، پالک، لوکی، شکرقندی،
مٹر، کریلا، سفید کدو



**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

# وہ اسپیکر جو نہیں بولے گا۔

ملا نصرالدین ایک عقلمند آدمی تھا۔ وہ ایک اچھے مقرر بھی تھے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو ہنسا سکتا تھا۔ اور وہ انہیں سوچنے پر مجبور کر سکتا تھا۔

ایک بار ان کے پڑوسیوں نے ملّا سے ملاقات میں بات کرنے کو کہا۔ وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔ اسے لوگوں میں گھلنے ملنے کا مزہ نہیں آتا تھا۔ آخر کار وہ میٹنگ میں جانے کے لیے راضی ہوگیا، لیکن اس نے بات کرتے ہوئے کوئی راستہ سوچنے کی کوشش کی۔



دن آگیا۔ ملّا جلسہ گاہ میں چلا گیا۔ اس نے کھڑے ہو کر پوچھا کیا تم سب جانتے ہو کہ میں کیا کہنے والا ہوں ؟

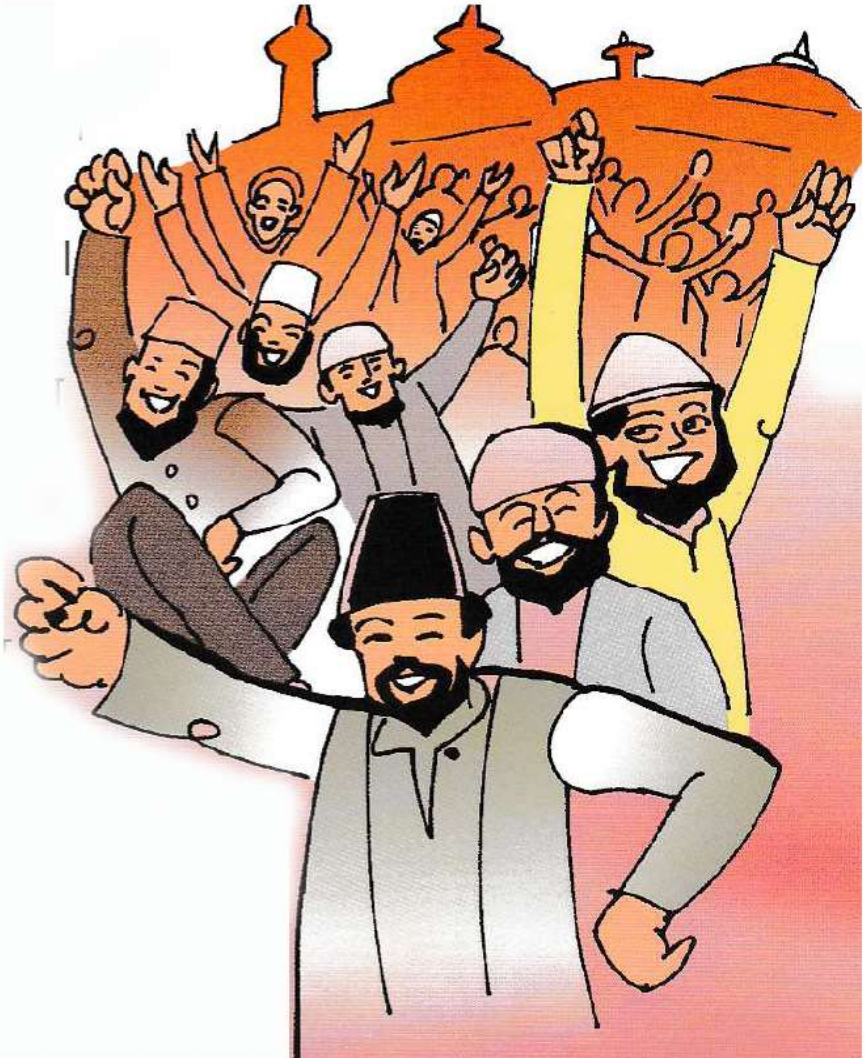
"میں نہیں جانتا... میں نہیں جانتا" کی آوازیں آئیں ۔ اس سے ملّا غصے میں آگیا ۔ "میں ان لوگوں سے بات کرنے کو تیار نہیں ہوں جو کچھ نہیں جانتے!" اس نے کہا۔ اور وہ گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

سننے والے پریشان ہو گئے ۔ ان میں سے کچھ ملّا نصر الدین کے پیچھے بھاگے ۔ "ہمیں معاف کر دو!" انہوں نے منت کی. پھر انہوں نے اسے اگلی میٹنگ میں مدعو کیا۔ وہ جانے پر راضی ہو گیا۔



لوگ ملّا کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ تو انہوں نے ایک منصوبہ سوچا ۔

اگلی میٹنگ شروع ہوئی ۔ ملّا نے پھر پوچھا ، " کیا تم جانتے ہو کہ میں کیا کہنے والا ہوں ؟" لیکن اس بار سب نے آواز لگائی ، "میں جانتا ہوں ! میں جانتا ہوں !"



"میں اس چیز کے بارے میں کیوں بات کروں جس کے بارے میں آپ کو پہلے سے معلوم ہے ؟" ملّا نے پوچھا ۔ اور وہ گھر چلا گیا ۔

کتنی مایوسی ہے ! اجلاس میں موجود لوگوں نے اس بات پر تبادلہ خیال کیا کہ آگے کیا کرنا ہے ۔ "ہم اپنے ملّا کو سمجھتے ہیں !" انہوں نے ایک دوسرے سے کہا. اور انہوں نے ایک اور منصوبہ بنایا ۔

اگلی میٹنگ شروع ہوئی۔ "کیا تم جانتے ہو کہ میں کیا کہنے والا ہوں؟" ملّا نے پوچھا۔ آدھے لوگوں نے کہا ہم جانتے ہیں! اور دوسرے آدھے نے کہا، "ہم نہیں جانتے! ہم نہیں جانتے!"

"اچھا پھر!" ملا نصرالدین نے کہا۔ "جاننے والوں کو بتانا چاہیے جو نہیں جانتے!" اور وہ باہر نکل گیا۔

مجمع بے آواز تھا!





**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

# یوکیو اور وہیل

یوکیو ایک ماہی گیر کا بیٹا تھا۔ وہ اپنی ماں اور باپ کے ساتھ سمندر کے کنارے رہتا تھا۔ جب وہ کام یا اسکول کے کاموں میں مصروف نہیں ہوتا تھا، تو اسے ساحل سمندر کے قریب پتھریلے تالابوں کو تلاش کرنا پسند تھا۔ وہاں اسے سٹار فش اور کیکڑے اور بعض اوقات سمندری سپنج بھی مل جاتے۔

ایک دن یوکیو کو ایک عجیب آواز نے ان عجائبات سے دور کر دیا۔ یہ کیا تھا؟ وہ دیکھنے چلا گیا۔ وہاں! پتھروں کے درمیان ایک بہت بڑی وہیل ریت پر اپنی دم پھڑپھڑا رہی تھی۔ وہیل پھنس گئی تھی!



"بیچارہ پوری!" یوکیو نے کہا۔ "آپ پانی کے بغیر نہیں رہ سکتے!" اس نے ایک لمحے کے لیئے سوچا۔ پھر، "میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں!" اس نے کہا۔

یوکیو نے بالٹی پکڑی اور سمندر میں بھاگا۔ اس نے برتن کو پانی سے بھرا اور واپس وہیل کی طرف بھاگا۔ اس نے احتیاط سے پانی وہیل کے سر پر انڈیلا۔ اس نے دوبارہ برتن بھرا اور وہیل کی پیٹھ پر پانی ڈال دیا۔ ایک بار پھر، اس نے برتن بھرا اور وہیل کی دم پر پانی ڈالا۔

یوکیو نے وہیل سے کہا، "تم بڑے ہو، لیکن کیا ہوا؟ میں تمہارے لیئے پانی کی ایک ہزار بالٹیاں لاؤں گا! "

وہ واپس سمندر کی طرف بھاگا۔ اس نے دیگ بھری اور دوبارہ بھاگا۔ "دُم کے لیے تین بالیاں! چار پیٹھ کے لیے! پانچ بالٹیاں سر کے لیئے!" ہر وقت گنتے ہوئے، یوکیو نے پانی کی پیمائش کی۔ پھر بھی، وہیل کی جلد کے کچھ حصے خشک ہو رہے تھے۔ یوکیو بھاگا اور بھاگا اور ڈالا اور ڈالا۔

اچانک اس کی طاقت نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ ریت پر گر گیا! وہ اتنا تھک گیا کہ مزید حرکت کرنے کے لائق نہیں تھا۔



لیکن اس کے ذہن میں یہ الفاظ آئے، "... پانی کی ایک ہزار بالٹیاں... پانی کی ایک ہزار بالٹیاں..." وہ اٹھ کر واپس سمندر کی طرف بھاگا۔ وہ پھر نہیں رکا، یہاں تک کہ...

"بس!" یوکیو نے ادھر ادھر دیکھا۔ یہاں اس کے دادا تھے! اور بہت سے دیہاتی!

"تم نے بہت محنت کی ہے،" اس کے دادا نے اس سے کہا۔ "اب آرام کرو!" وہ یوکیو کو ایک بڑی چٹان کے سائے میں لے گیئے۔



گاؤں والے سبھی برتن اور تولیئے لے کر آئے تھے ۔ انہوں نے اپنے برتن بھرے اور وہیل پر پانی انڈیل دیا ۔ انہوں نے تولیوں کو بھگو کر اس کی پیٹھ پر پھیلا دیا ۔ آخر کار وہیل پوری طرح گیلی ہو گئی ۔ لیکن گاؤں والے رکے نہیں ۔ وہ اس وقت تک کام کرتے رہے جب تک کہ جوار نہ آئے ۔

اب وہیل کی دم پر لہریں دھو رہی تھیں ۔ آہستہ آہستہ اس کا جسم ریت سے اوپر اٹھتا گیا ۔ آخر کار، ایک بہت بڑی لہر ٹکرا کر اندر آئی ۔ اس نے وہیل مچھلی کو چٹانوں کے اوپر اٹھایا اور سمندر میں لے گئی ۔

لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا ۔ انہوں نے وہیل کو تیرتے ہوئے دیکھا ۔ پھر وہ اپنی چیزیں اٹھا کر گھر کی طرف جانے لگے ، ہنستے اور باتیں کرتے لگے ۔ اور یوکیو؟ وہ اپنے دادا کی بانہوں میں گہری نیند سو رہا تھا ۔

ایک جاپانی کہانی "پانی کے ایک ہزار بالٹیاں" سے اخذ کردہ





**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi **Urdu** Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi **Artist** Uma Krishnaswamy

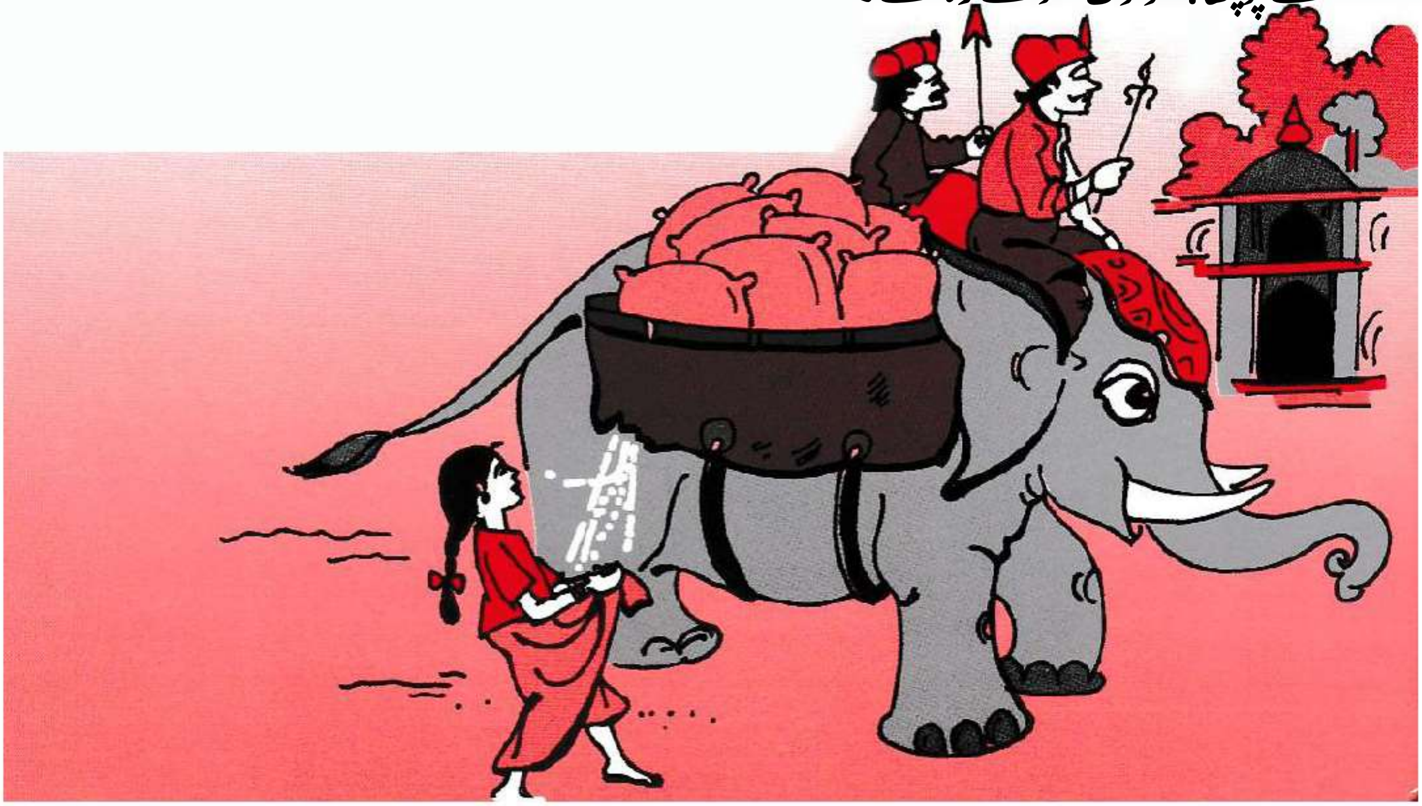
# چاول کا ایک دانہ

ایک زمانے میں ایک خوش حال اور دولت مند سلطنت تھی ۔ اس کی زمین زرخیز اور اپجاؤ تھی ۔ اس کی جھیلیں اور ندیاں صاف پانی سے بھری ہوئی تھیں ۔ ہر سال لوگ افراط مقدار میں چاول کے فصل کی کاشت کرتے تھے ۔

اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی اضافی چاول بادشاہ کے گوداموں میں رکھا جاتا تھا ۔ خوشحالی کے طویل سالوں نے ذخیرہ شدہ چاول کی سطح کو پہلے سے کہیں زیادہ بڑھا دیا تھا ۔ گودام کافی بھرے ہوئے تھے ۔

لیکن ایک سال بارش اچھی نہیں ہوئی ۔ زمین پر قحط پڑ گیا ۔ بادشاہ کے وزیر اس کے پاس آئے اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ گودام کھولیں اور ذخیرہ شدہ چاول لوگوں کو دے دیں ۔

اور بادشاہ نے انکار کر دیا ! "اگر میں چاول دے دوں تو میں اپنے مہمانوں کو کیسے کھلاؤں گا ؟" اس نے پوچھا. تو لوگ بھوکے رہ گئے ۔



ایک دن اہم مہمان بادشاہ سے ملنے آئے ۔ دعوت کا اہتمام کیا گیا ۔ ہاتھی چاول کی ٹوکریاں محل میں لے گئے ۔ رانی ہاتھیوں کے جلوس کو دیکھ رہی تھی ۔ اچانک اس نے زمین پر چاول ایک قطار میں گرتے ہوئے دیکھی ۔ ٹوکریوں میں سے ایک میں سوراخ تھا! رانی اپنے دامن میں گرتے ہوئے دانوں کو پکڑنے کے لیئے بھاگی ۔ وہ ہاتھیوں کے ساتھ ساتھ چلتی رہی، گرتے ہی دانے پکڑتی رہی ۔

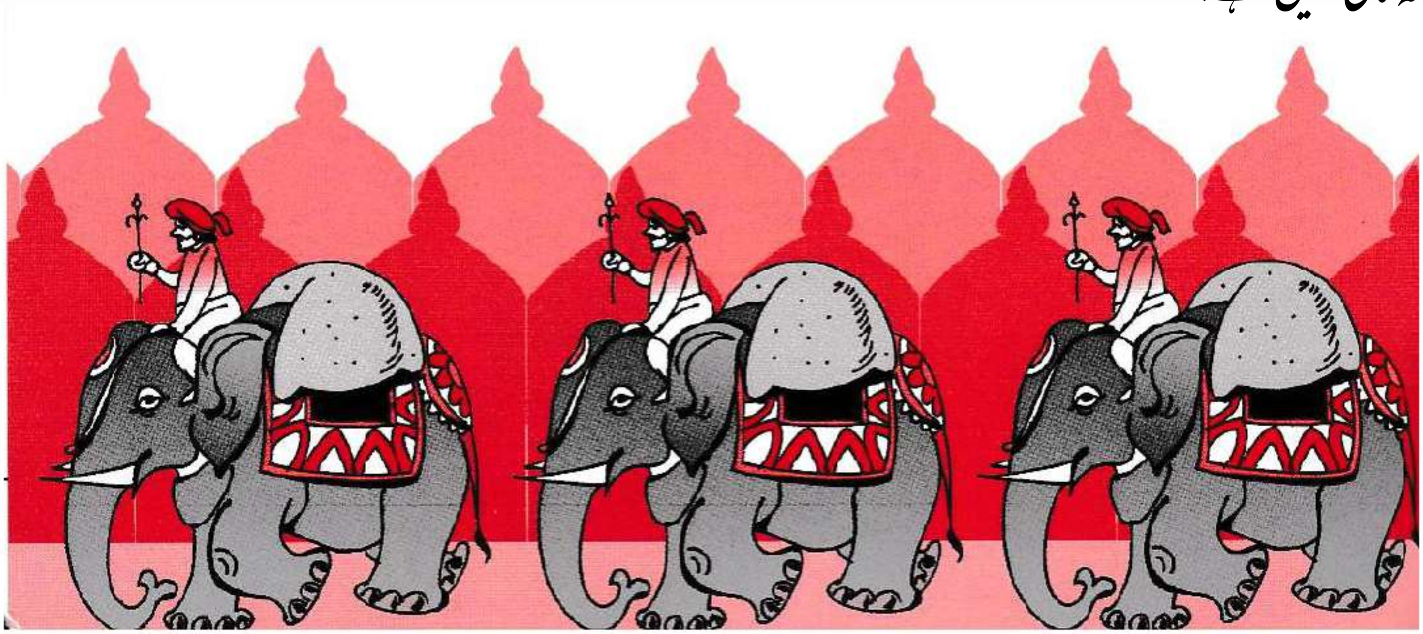
جلوس محل تک پہنچا ۔ وہاں گارڈز نے رانی سے پوچھ گچھ کی ۔ "یہ سارے چاول کہاں سے لائی ہو؟ اس کا تم کیا کروگی؟" انہوں نے اس سے پوچھا

ایک ٹوکری میں سے چاول نکل کر گر رہے تھے،" اس نے انہیں بتایا ۔ "میں اسے بادشاہ کو دینے جا رہی ہوں ۔" بادشاہ کو اطلاع دی گئی ۔ اس نے کہا، "وہ چھوٹی بچی ایماندار ہے، اسے میرے پاس لے آؤ!" محافظوں نے ایسا ہی کیا ۔

بادشاہ نے رانی سے کہا، "بچی، تم نے اچھا کام کیا ہے ۔ میں تمہیں انعام دوں گا ۔ تم جو مانگوگی وہ تمہارا ہے ۔"

رانی نے کہا، "میں انعام لینے نہیں آئی، لیکن اگر آپ کو چاہیئے تو مجھے ایک دانہ چاول دے دیں ۔ بس!

بادشاہ نے اسے گھور کر دیکھا ۔ "لیکن میں بادشاہ ہوں!" اس نے کہا. "میں تمہیں اچھا بدلہ دوں گا ۔ چاول کا ایک دانہ کافی نہیں ہے! "



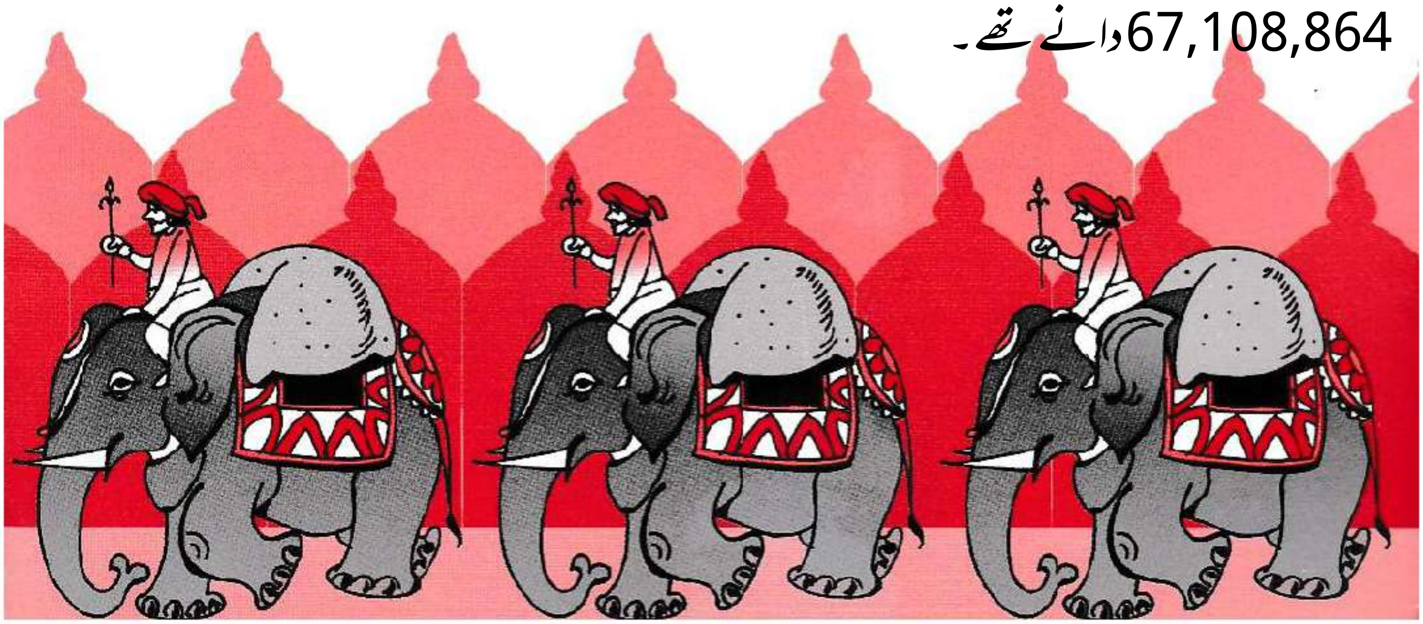
رانی نے کہا، "پھر کیا آپ مجھے تیس دن کے لیے چاول دینگے؟ آج مجھے ایک دانہ چاول دیں۔ کل آپ مجھے دو دانے دے سکتے ہیں، اور اس کے بعد کے دن چار دانے۔ ہر روز آپ مجھے پچھلے دن کی گنتی سے دوگنا دے سکتے ہو۔"

"کیا تم یہی چاہتی ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے؟" بادشاہ نے پوچھا. رانی اٹل تھی۔ " میں یقیناً اتنا معمولی انعام برداشت کر سکتی ہوں،" بادشاہ نے سوچا۔ "میں آپ کی تعریف کرتا ہوں!" اس نے رانی سے کہا۔

اس دن رانی اپنے گھر چاول کا ایک دانہ لے گئی۔ اگلے دن اس کے گھر دو دانے لائے گئے۔ اس کے اگلے دن چار دانے لائے گئے۔ دسویں دن چاول کے 512 دانے لائے گئے۔ یہ تقریباً ایک مٹھی چاول تھا۔

سولھویں دن رانی کو چاول کی دو ٹوکریاں ملیں۔ ان میں 32,768 دانے تھے۔ اس دن، بادشاہ نے اپنے آپ کو سوچا، "مجھے اتنا دینے کی امید نہیں تھی!" چوبیسویں دن، رانی کو چاول کی آٹھ ٹوکریاں ملی جن میں 8,388,608 دانے تھے۔

ستائیسویں دن اسے چونسٹھ ٹوکرے چاول ملے۔ ان کو بتیس ہاتھیوں کی پیٹھ پر لایا گیا تھا۔ ان میں 67,108,864 دانے تھے۔



اناج کی تعداد اتنی جلدی کیسے بڑھ سکتی ہے؟" بادشاہ کو فکر ہوئی۔ وہ اور کتنا دے سکتا تھا؟ لیکن وہ مان گیا تھا۔ کیا وہ ایک چھوٹی بچی سے کم غیرت دکھائے؟ تیسواں دن آگیا۔ دو سو چھپن ہاتھی 536,870,912 چاول کے دانے رانی کے گھر لے گئے۔



اب بادشاہ کے گودام خالی تھے! اس نے رانی کو محل میں بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم اتنے چاولوں کا کیا کروگی؟

رانی نے جواب دیا، "بھوکوں کو بھی دیا جائے گا، آپ کو بھی، میرے بادشاہ! لیکن اب سے آپ صرف اتنے ہی چاول رکھیں گے جتنے چاہیں۔ کیا آپ ایسا کرنے کا وعدہ کریں گے؟"

بادشاہ کا غرور خاک میں مل گیا! "ہاں۔ جیسا تم کہو گے ویسا ہی کروں گا۔" اس نے وعدہ کیا۔
رانی کو کل کتنے چاول ملے؟ 1,073,741,823 اناج

آپ خود یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ 30 دنوں کے ساتھ ایک مہینے کے لیئے کیلنڈر کا صفحہ لیں۔ مہینے کے پہلے دن کے لیئے باکس میں 1 دانہ لکھیں۔ پھر، دوسرے دن کے لیے ڈبے میں 2 دانے ڈال دیں۔ اگلے ڈبے میں 4 دانے ڈالیں۔ رانی کو روزانہ ملنے والے اناج کی تعداد کا حساب لگائیں اور صفحہ بھریں۔

اگر آپ تمام خانوں میں نمبروں کو جوڑ دیں تو آپ کو رانی کو بادشاہ سے ملنے والے اناج کی کل تعداد ملے گی۔

## ایک بھارت کی لوک کہانی


© Katha Jharna 2008 | Publisher: Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati, V. Vijayakanthi, L. S. Saraswathi, S. Rajalakshmi

Urdu: Mohammad Naseem

Artist: Uma Krishnaswamy

# جادوئی کنکر

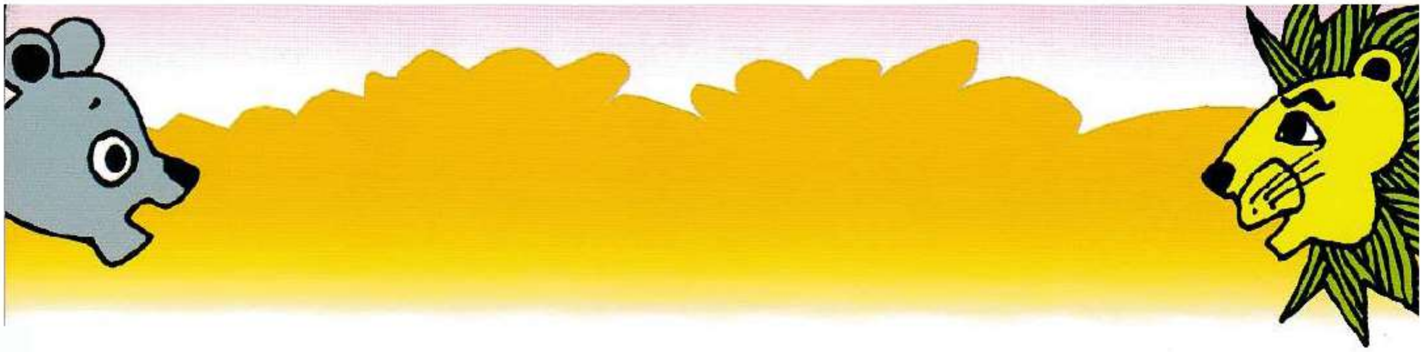


ایک بار ایک ریچھ کا بچہ اپنی ماں اور باپ کے ساتھ جنگل میں رہتا تھا۔ چھوٹے ریچھ کو کھیلنے کے لیے دریا میں جانا پسند تھا۔ راستے میں اسے بہت سی دلچسپ چیزیں نظر آئیں گی : بیج اور پنکھ اور چٹانیں اور خوبصورت کنکر۔

کنکریاں چھوٹے ریچھ کی پسندیدہ تھیں۔ گھر میں اس کا کافی ذخیرہ تھا!

ایک دن چھوٹے ریچھ کو ایک کنکر ملا جو سورج کی روشنی میں سرخ ہو رہا تھا۔ کیا اچھا انعام ہے! اس نے اسے اٹھایا اور چل دیا۔ اچانک بادلوں نے سورج کو ڈھانپ لیا۔ بارش کی بوندیں گریں۔ راستہ کیچڑ والا ہو گیا۔ "کاش بارش رک جائے!" چھوٹے ریچھ نے سوچا۔ اور فوراً! بارش رک گئی!

"اوہ! مجھے ایک جادوئی کنکر مل گیا ہے!" چھوٹے ریچھ کو احساس ہوا. "جب میں اسے اپنے پنجے میں رکھتا ہوں تو میری خواہشیں پوری ہوتی ہیں!" یہ بھاگ کر اپنے والدین کو جادو کا کنکر دکھانے کے لیے مڑا۔ لیکن وہاں گھر کی طرف ایک بہت بڑا شیر تھا! ریچھ کا بچہ خوف سے کانپنے لگا۔ پھر سوچا،



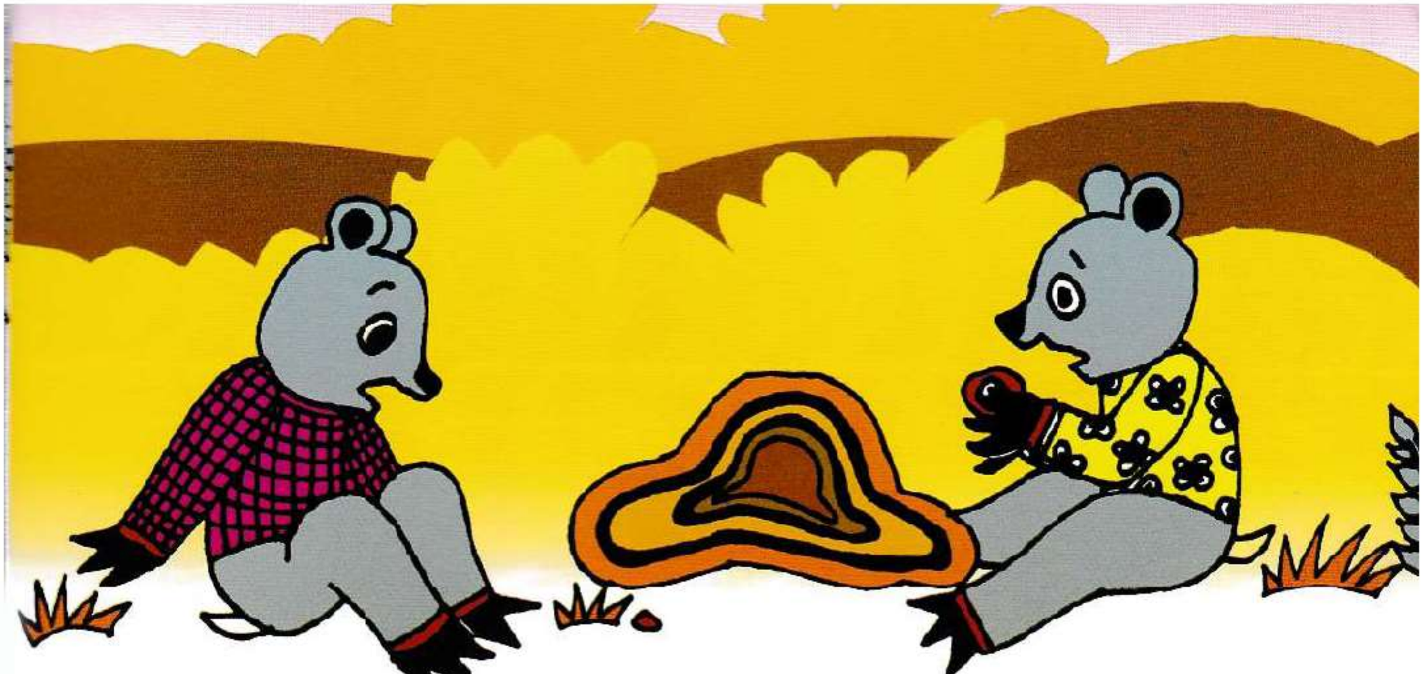
"میں کسی نئی چیز میں تبدیل ہو سکتا ہوں! ایسی چیز جسے شیر کھانا نہیں چاہے گا!" ہمم.. آہا! "کاش میں چٹان ہوتا!" اس نے کہا. اور فورا! یہ ایک چٹان میں بدل گیا۔ چھوٹا ریچھ محفوظ تھا!

لیکن جادو کا کنکر راستے پر گر چکا تھا۔ "اوہ، نہیں!" چھوٹے ریچھ نے سوچا۔ "میں ایک چٹان کی شکل میں پھنس گیا ہوں! "

ادھر ننھے ریچھ کے والدین پریشان ہو رہے تھے۔ "تقریباً اندھیرا ہو چکا ہے! ہمارا بچہ واپس کیوں نہیں آیا؟" ماں ریچھ نے کہا. وہ دونوں جنگل میں چلتے ہوئے دوسرے جانوروں سے پوچھ رہے تھے، "کیا تم نے ریچھ کا بچہ دیکھا ہے؟" لیکن کسی کے پاس نہیں تھا۔

ہر روز والدین باہر جا کر تلاش کرتے۔ ہر روز وہ سب سے خبریں پوچھتے۔ بیچارے ریچھ! وہ غمگین اور اداس ہوتے گئے۔ لیکن انہوں نے دیکھنا نہیں چھوڑا۔





ایک دوپہر، وہ ایک بڑی چٹان پر بیٹھ گئے جو دریا کے راستے پر پڑی تھی۔ "بس ایک مختصر آرام،" انہوں نے ایک دوسرے سے کہا، "اور ہم آگے چلتے ہیں۔" وہ کیسے جان سکتے تھے کہ یہ چٹان واقعی ان کا اپنا پیارا بچہ ریچھ تھا!

ریچھ کا بچہ اپنے والدین کو دیکھ کر بہت خوش تھا! لیکن یہ انہیں ایسا نہیں بتا سکا۔ یہ حرکت یا آواز نہیں نکال سکتا تھا۔

پھر ننھے ریچھ کی ماں نے راستے سے کنکریاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔ "کاش ہمارا بچہ ان کنکریوں کو دیکھ سکتا،" اس نے کہا۔ "انہیں اس کے ذخیرہ میں شامل کرنا پسند کریں گے!"

پھر چھوٹے ریچھ کا باپ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔ یادوں سے بھرے دل کے ساتھ، انہوں نے ایک درجن خوبصورت کنکریاں اکٹھی کیں اور پتھر پر ڈھیر لگا دیا۔ بلاشبہ، کنکروں میں سے ایک بچہ ریچھ کا جادوئی کنکر تھا!

چھوٹے ریچھ کی ماں نے تمام کنکریوں کو ایک دائرے میں ترتیب دیا، جیسا کہ اس کا بچہ کرتا تھا۔ سورج پتھر پر گرا اسے گرم کر رہا ہے اور کنکروں کو چمکا رہا ہے۔

فورا! جہاں چٹان تھی اب وہیں کھڑا تھا اس کا پیارا بچہ! یہ سب کچھ جب ریچھ کا بچہ سوچ رہا تھا، "ماں، باپ، یہ میں ہوں! اے کاش میں ریچھ ہوتا!" جیسے ہی اس کی ماں نے پتھر پر کنکر ڈالا، جادو کام کر گیا!

اب چاروں طرف خوشی کا سماں تھا۔ بچے کے والدین نے اسے اٹھایا اور مضبوطی سے گلے لگا لیا۔ انہوں نے اسے ہوا میں اچھالا۔ وہ تینوں گھر جانے سے پہلے کافی دیر تک ساتھ کھیلے۔

سلویسٹر اینڈ دی میجک پیبل پر مبنی، بذریعہ ولیم سٹیگ





P. Saraswati | V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi | S. Rajalakshmi

Publisher: Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu: Mohammad Naseem
Artist: Uma Krishnaswamy

77

# ماہی گیر اور دیو

سمندر کے کنارے ایک گاؤں میں ایک غریب مچھیرا رہتا تھا۔ ہر روز فجر کے وقت وہ پانی پر چپو چلاتے ہوئیے بہت دور نکل جاتا تھا۔ وہ ہمیشہ جسم اور روح کو ایک ساتھ رکھنے کے لیئے ضرورت کے مطابق مچھلیاں پکڑتا تھا۔

اب اس ماہی گیر نے اپنی جوانی میں یہ قسم کھائی تھی کہ وہ دن میں ٹھیک تین بار اپنا جال پھینکے گا۔ اس کے بعد کے تمام سالوں میں اس نے اس عہد کو کبھی نہیں توڑا تھا۔

آج اس کی پہلی کاسٹ کچھ بھاری لے کر آئی۔ بڑی کوشش سے اس نے کشتی میں ڈالا۔ اوہ، نہیں! یہ ایک تازہ مارے گئے جانور کا جسم تھا۔

سسکتے ہوئے اس نے جال کھولا اور مرے ہوئے جانور کو پانی میں گرنے دیا۔ اپنی دوسری کاسٹ بناتے ہوئے، اس نے ایک بار پھر بھاری جال کو کشتی میں کھینچنے کے لیے جدوجہد کی۔ اس بار اس میں مٹی کا ایک بہت بڑا برتن پھنسا ہوا تھا۔

کیا برتن میں سونا ہوگا؟ یا چاندی کے سکے؟ افسوس، نہیں! یہ پتھر، مٹی اور شیشے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بھرا ہوا تھا۔



اوہ، خدا!" ماہی گیر نے کہا۔ "آج مجھے کم ازکم ایک مچھلی پکڑنے دو!" اور اس نے تیسری بار اپنا جال پھینکا۔

یہ کچھ آخری سے بھی زیادہ بھاری تھا۔ سرپرائز! اس میں صرف ایک چھوٹا پیتل کا برتن تھا۔ لیکن ماہی گیر خوش تھا۔ "یہ خوبصورت جار آج کے کھانے کی ادائیگی کرے گا!" اس نے سوچا۔ وہ تیزی سے ساحل کی طرف لپکا۔ وہ کشتی سے باہر نکلا۔ پھر اس نے برتن کھولا اور اندر جھانکا۔

اچانک کالے دھوئیں کا ایک بادل برتن کے منہ سے اٹھنے لگا۔ ماہی گیر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ دھواں آہستہ آہستہ آسمان میں اٹھ رہا تھا۔ اس نے دہشت کے عالم میں دیکھا جب یہ ایک دیو شیطانی شکل میں کھڑا ہوا تھا۔ سر بادلوں میں تھا! آنکھیں ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں! منہ ایک بہت بڑا غار تھا!

مچھیرے کے بازو اور ٹانگیں کانپ اٹھیں۔ بیچارہ! وہ مجسمے کی طرح کھڑا دیکھتا رہا۔

دیو بولا۔ "میں تمہیں مارنے جا رہا ہوں!" اس نے کہا۔

"مجھے؟" مچھیرے نے پکارا۔ "لیکن میں نے تمہیں برہن سے بچایا۔ تم مجھے کیوں مارنا چاہتے ہو؟"

"میں تمہیں بتاؤں گا، لیکن پھر میں تمہیں مار ڈالوں گا!" اس نے جواب دیا۔ جار میں اپنے پہلے سو سالوں کے دوران، یہ آگے بڑھا، "میں نے عہد کیا تھا کہ جس نے اسے کھولا ہے میں اسے بڑی دولت سے انعام دوں گا۔ لیکن کوئی نہیں آیا!





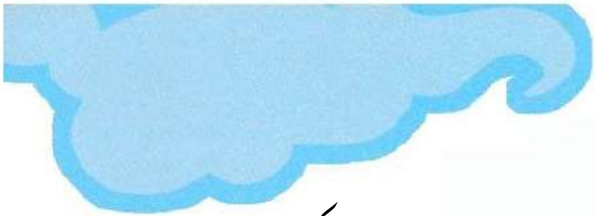
"اگلے سو سالوں کے دوران، میں نے عہد کیا کہ میں اسے تحائف سے نوازوں گا۔" پھر بھی، کوئی نہیں آیا۔

"پھر میں نے اپنا آخری عہد کیا: جس نے مجھے رہا کیا، میں اسے موت دوں گا، اور موت تنہا!"

"کیا یہ انصاف ہے؟" ماہی گیر نے پوچھا کہ نیکی کا بدلہ سزا کے ساتھ دینا ہے؟ اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس کی ٹانگیں اس کی بات نہ مانیں۔ وہ خوف سے مفلوج ہو گیا تھا!

دیو مچھیرے پر چڑھ گیا۔ یہ دھوئیں کی طرح آسانی سے حرکت کرتا ہے، جس میں قدموں کے نشان یا کوئی نشان باقی نہیں رہتا! سیکنڈوں میں یہ اپنے شکار تک پہنچ جاتا۔

ماہی گیر نے بے چینی سے سوچا۔ پھر، آخری لمحے میں، اس نے دیو کی سیدھی آنکھ میں دیکھا اور کہا، "اے غالب! آپ عظیم ہیں! آپ کا سائز ناقابل یقین ہے: آپ کا سر آسمان میں بڑھتا ہے- آپ کے پیر کا سب سے چھوٹا ناخن اس برتن سے بڑا ہے!"



دیو فخر سے پھول گیا۔

"لیکن ایک سوال مجھے پریشان کر رہا ہے،" ماہی گیر نے بات جاری رکھی۔ "تم اپنے پورے جسم کو جار میں کیسے فٹ کر سکتے ہو، اتنی دیر تک وہاں رہنے کے علاوہ؟"

ایک دم دیو نے کہا، "میں تمہیں دکھاؤں گا۔" یہ چھوٹا اور چھوٹا ہوتا گیا۔ جب یہ کافی چھوٹا تھا، تو یہ برتن میں داخل ہوا۔ مچھیرے نے ڈھکن پکڑ کر مضبوطی سے باندھ دیا۔

"مدد! مدد!" دیو نے پکارا۔ "مجھے باہر جانے دو! میں تمہیں ایک امیر آدمی بنا دوں گا!"

لیکن، "ایک ہزار سال مزید وہاں رہو!" ماہی گیر نے کہا، اور اس نے برتن کو واپس سمندر میں پھینک دیا۔ اپنی بھوک کو بھول کر وہ جلدی سے گھر کی طرف چل دیا۔ وہ زندہ رہنے کا شکر گزار تھا!

1001 عربین نائٹس کی ایک کہانی





**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

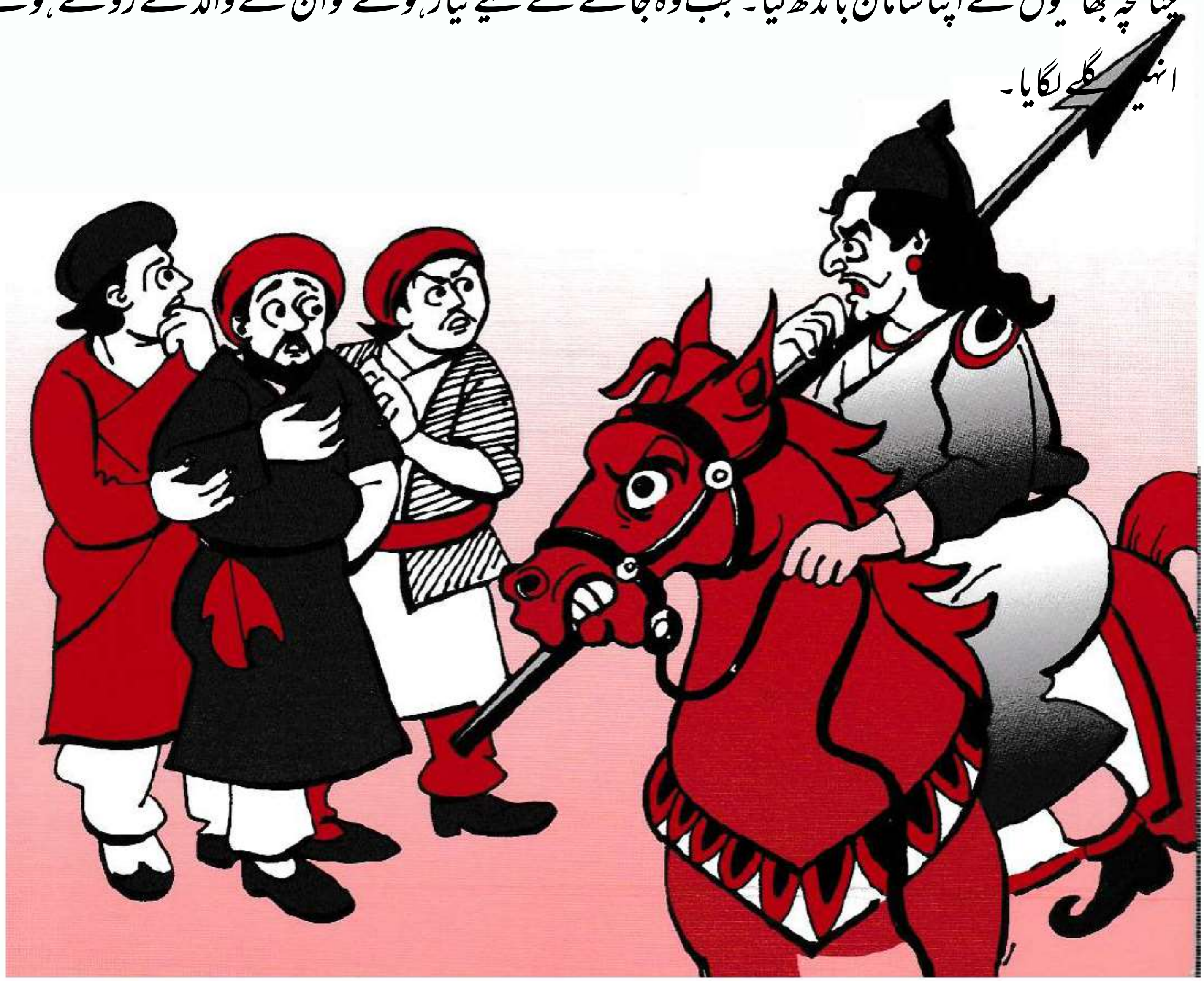
# علم ہی دولت ہے۔

ایک دفعہ تین بھائی تھے جنھوں نے اسکول میں اچھی تعلیم حاصل کی اور بڑے ہو کر بہت ذہین ہو گئے۔ لیکن اسکول کی تعلیم کے اختتام پر، وہ سب ابھی تک علم کے پیاسے تھے۔

انہوں نے اپنے والد سے کہا، "ہم ستاروں اور سیاروں کے بارے میں جانتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پودے اور جانور کیسے بڑھتے ہیں۔ ہم نے قدیم کہانیاں پڑھی ہیں۔ اب ہم مزید جاننا چاہتے ہیں۔"

"میرے بیٹے،" ان کے باپ نے جواب دیا، "تم نے کتابوں سے وہ سب کچھ سیکھا ہے جو تم کر سکتے ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ تم دنیا کو دیکھو!"

چنانچہ بھائیوں نے اپنا سامان باندھ لیا۔ جب وہ جانے کے لیے تیار ہوئے تو ان کے والد نے روتے ہوئے انہیں گلے لگایا۔



اس نے انہیں سفر کے لئے کچھ پیسے دیئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ہر چیز کا قریب سے مشاہدہ کریں اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اسے یاد رکھیں۔ پھر انہیں اپنے دعاؤں سے رخصت کیا۔

تینوں بھائیوں نے دور دور کا سفر کیا۔ انہوں نے بہت سی چیزیں سیکھیں۔ اور ان کے پاس بہت سی مہم جوئی تھی!

ایک خشک اور خاک آلود سڑک پر ان کی ملاقات ایک سپاہی سے ہوئی۔۔۔

پہلا بھائی: صبح بخیر جناب! کیا آپ اونٹ ڈھونڈ رہے ہیں؟

دوسرا بھائی: کیا یہ بائیں آنکھ میں اندھا ہے؟

تیسرا بھائی: کیا اس پر کوئی عورت سوار ہے؟

سپاہی: رکو! تم نے میرا اونٹ کہاں دیکھا؟

پہلا بھائی: جناب، ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا!

سپاہی: پھر تمہیں اس کے بارے میں اتنا کچھ کیسے معلوم ہوا؟ جھوٹے! چور! میں تمہیں بادشاہ کے پاس لے جا رہا ہوں!

سپاہی انہیں بادشاہ کے دربار عدل میں لے گیا۔ اس نے بادشاہ کو بتایا کہ وہ اس کے اونٹ کے بارے میں کتنا جانتے ہیں۔

بادشاہ: نوجوانو! آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ نے ہمارے سپاہی کے اونٹ کو کبھی نہیں دیکھا۔ پھر بھی آپ اس کے بارے میں سب جانتے ہیں۔ وضاحت کریں!

۳ بھائی: جناب! ہم چور نہیں ہیں! ہم نے استدلال کی مہارت اور علم کے ذریعے اونٹ کے بارے میں سیکھا۔

اس نے اپنے نوکروں سے کچھ سر گوشی کی، جو ہال سے باہر گئے اور ایک بڑا سا ڈبہ لے کر واپس آئے۔ یہ بات انہوں نے بادشاہ کے سامنے رکھی۔

بادشاہ : اب ہمیں اپنا ہنر دکھائیں۔ باکس کے اندر کیا ہے؟

پہلا بھائی : یہ ہلکی پھلکی چیز ہے۔

دوسرا بھائی : یہ گول ہے۔

تیسرا بھائی : یہ انار ہے!

بادشاہ نے ڈبہ کھولا۔

بادشاہ : عجب بات ہے! آپ نے یہ کیسے دریافت کیا؟



پہلا بھائی : آپ کے آدمی آسانی سے ڈبے کو لے گئے، حالانکہ یہ بڑا ہے۔ تو، میں جانتا تھا کہ اس میں ہلکی پھلکی چیز ہونی چاہیے۔

دوسرا بھائی : میں نے باکس میں کچھ گھومتے ہوئے سنا۔ میں جانتا تھا کہ یہ گول ہونا چاہیے۔

تیسرا بھائی : اس حال کے بالکل باہر انار کا باغ ہے۔ آپکے نوکر گئے اور جلدی سے واپس آئے۔ تو، میں نے اندازہ لگایا کہ اس ڈبے میں ایک انار ہے۔

بادشاہ : اچھا ہوا! اب اونٹ کے بارے میں بتاؤ۔

پہلا بھائی : میں نے راستے میں اونٹ کے نشان دیکھے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک اونٹ اس راستے سے گزرا ہے۔

دوسرا بھائی : راستے کے دائیں جانب اگنے والی گھاس اور جھاڑیاں حال ہی میں کھائی گئی تھیں۔ لیکن بائیں طرف والوں نے کوئی تازہ نشان نہیں دکھایا۔ تو میں نے اندازہ لگایا کہ اونٹ بائیں آنکھ میں اندھا تھا۔

تیسرا بھائی : میں نے دیکھا کہ اونٹ راستے کے ساتھ گھٹنے ٹیک رہا ہے۔ قریب ہی میں نے ایک عورت کے سینڈل کے پرنٹس دیکھے۔ تو میں نے اندازہ لگایا کہ اس پر کوئی عورت سوار تھی۔

تمام درباریوں نے تالیاں بجائیں۔

بادشاہ : جوانوں، آپ کا علم اور ہنر اس سے بڑھ کر ہے جو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ براہ کرم یہاں رہیں اور میرے مشیر بنیں!

ایک ایشیائی لوک کہانی

© Katha Jharna 2008

**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

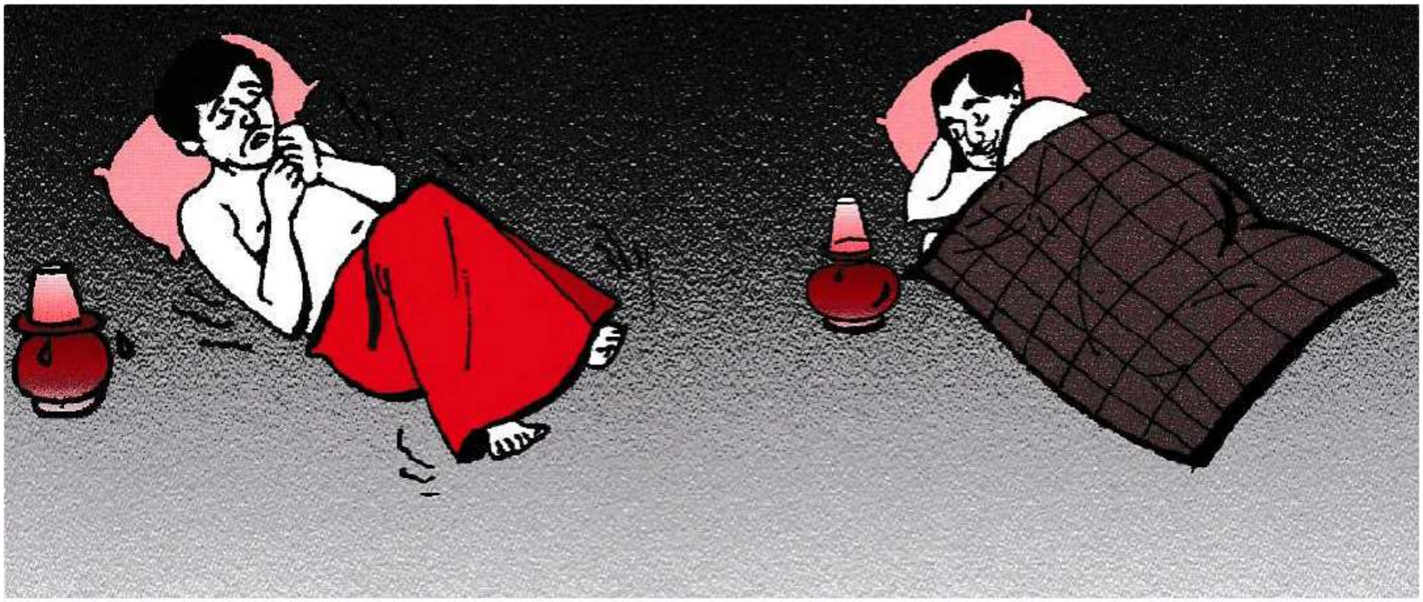
# یکساں حصے داری

ایک دفعہ راماواور سومونام کے دو بھائی تھے۔ وہ ایک دن تک ہمسایوں کے طور پر امن سے رہتے تھے۔

سومونے راموسے کہا، "آؤ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ برابر تقسیم کر دیں۔ گائے، آم کا درخت، کمبل، وہ سب۔ کیا ہم کریں؟" اور رامومان گیا۔

"اچھا!" سومونے کہا. "آپ گائے کا اگلا سر الیں اور میں پچھلا حصہ لے لوں گا۔ آپ آم کے درخت کا نیچے والا حصہ لیں اور میں اوپر لے لوں گا۔ کمبل کا تعلق ہے تو آپ اسے دن میں لے سکتے ہیں اور میں رات کو لے لوں گا۔ اتفاق کیا؟" اس نے اپنے بھائی سے پوچھا۔ اور رامونے معصومیت سے کہا چلو ایسا کرتے ہیں۔





اس کے بعد سے رامو نے گائے کو کھلایا، لیکن سومو نے اسے دودھا اور دودھ بیچ دیا۔ رامو نے آم کے درخت کو پانی پلایا، لیکن سومو نے پھل چن لیا۔

رامو کو دن میں کمبل کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ رات کو وہ کانپتا ہوا جاگتا رہا۔ قریب ہی، سومو اپنے آپ کو لپیٹ کر سو گیا، بالکل آرام دہ اور گرم تھا۔

ایک بوڑھے نے دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے رامو کو بلایا اور اس کے کان میں کچھ سرگوشی کی۔ اوہ، وہ تاثرات جو رامو کے چہرے کو پار کر گئے! آخر وہ زور سے ہنسا اور گھر کی طرف بھاگا۔

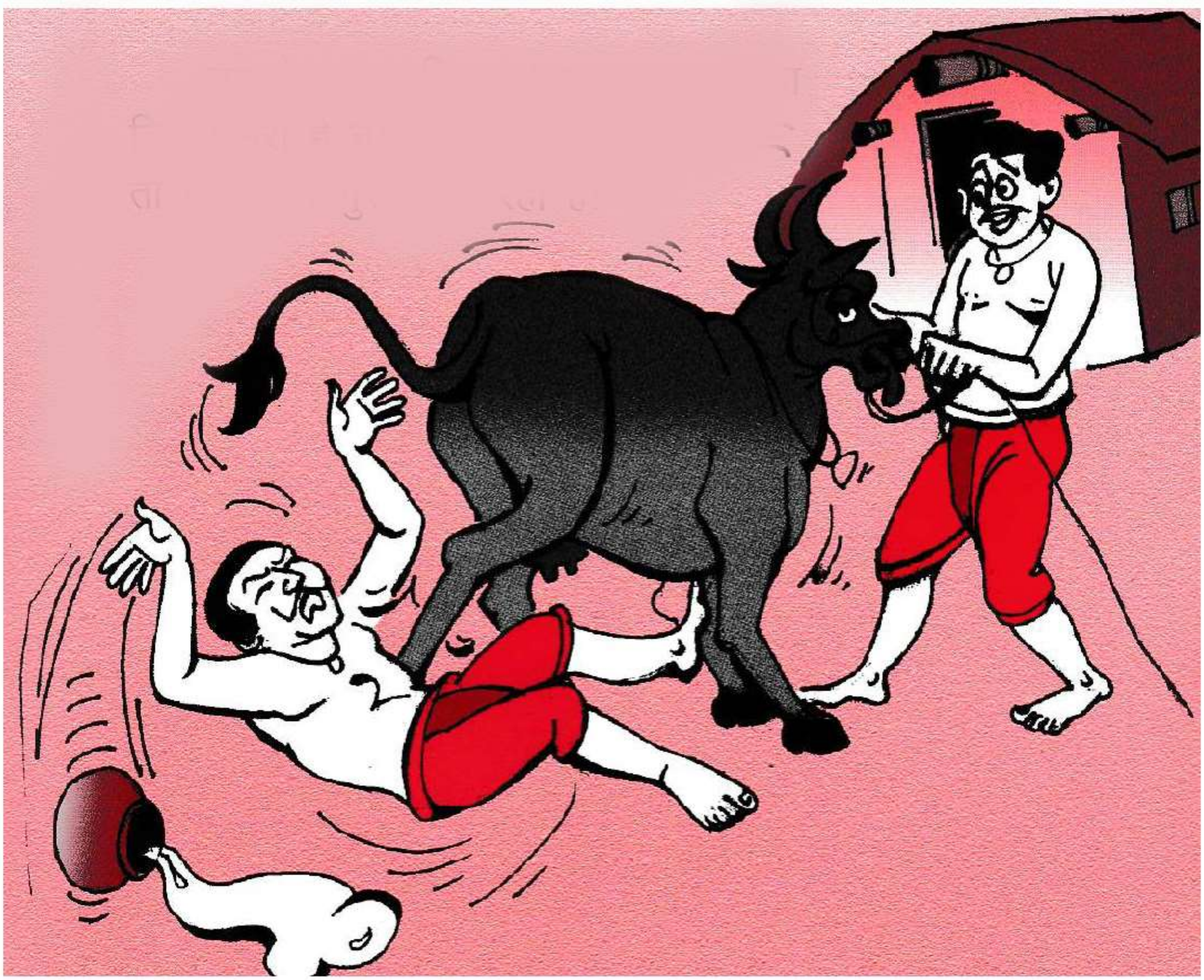
اگلے دن رامو نے کمبل پر پانی ڈالا۔ اس رات کمبل ابھی تک گیلا تھا۔ سومو اسے بالکل استعمال نہیں کر سکتا تھا! وہ کانپتا ہوا جاگ گیا۔ صبح ہوئی تو اس نے رامو سے پوچھا تم نے کمبل پر پانی کیوں ڈالا؟

"کمبل دن کے وقت میرا ہوتا ہے،" رامو نے کہا۔ "میں اس کے ساتھ جو چاہوں کر سکتا ہوں!"

جب سومو نے گائے کو دودھنا شروع کیا تو رامو نے اس کی رسی کو جھٹک دیا۔ گائے نے غصے میں آکر سومو کو لات ماردی۔ دودھ ہر طرف بکھر گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟!" سومو چلایا۔ "پاگل ہو گئے ہو کیا؟"

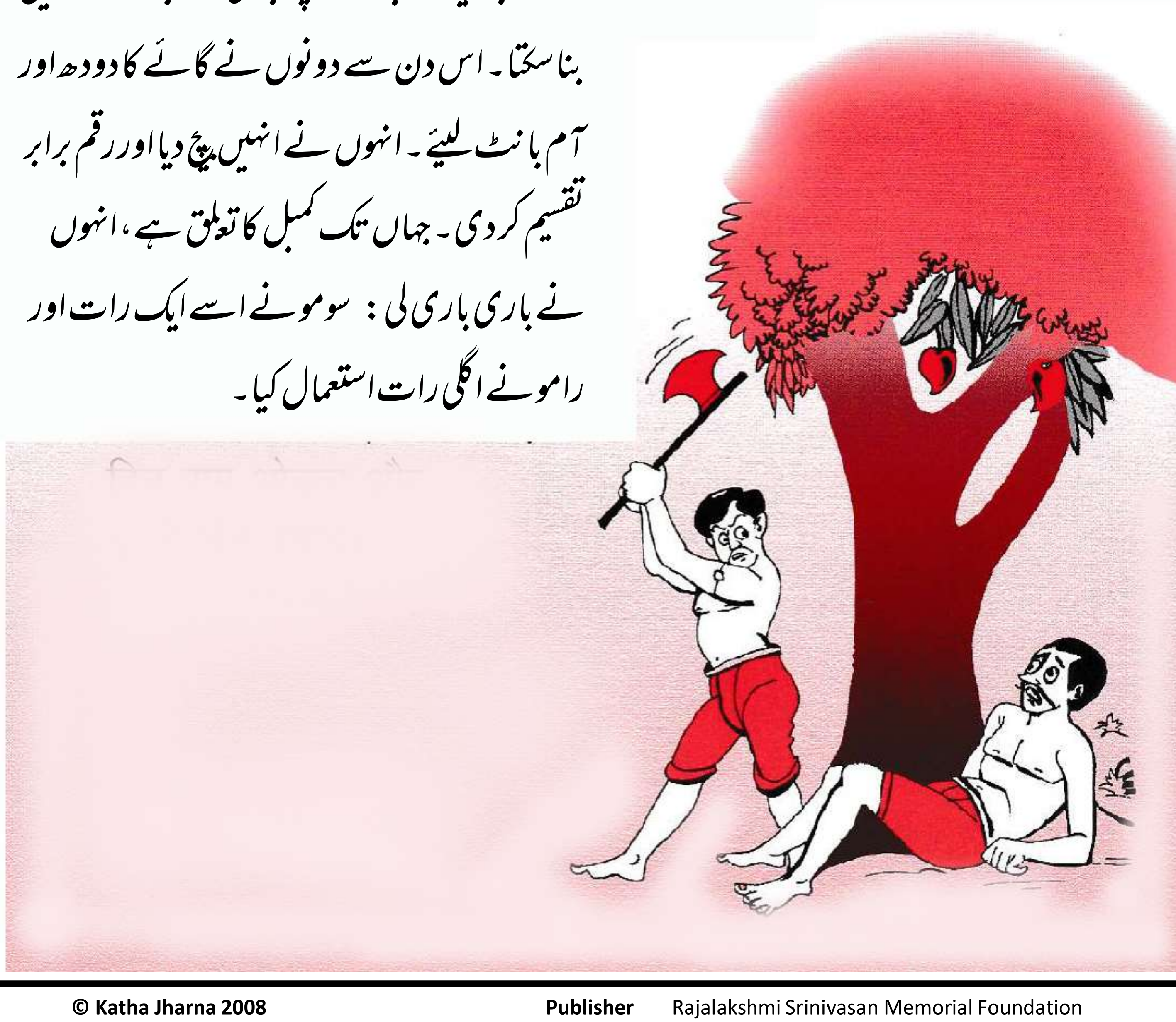
"گائے کا اگلا حصہ میرا ہے،" رامو نے جواب دیا۔ "اگر میں رسی کھینچنا چاہتا ہوں تو اس میں تمہیں کیا اعتراز ہے؟"



سوموآم کے درخت کے سائے میں لیٹ گیا۔ غصے سے تھک کر وہ سو گیا۔ سب ایک ساتھ، "ٹوک، ٹوک!" کلہاڑی کی آواز آئی. سومو نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ رامو درخت کے دوسری طرف کھڑا تھا۔ وہ اسے کاٹنا شروع کر رہا تھا! "کیا کر رہے ہو؟" سومو نے پکارا۔

"درخت کی بنیاد درخت کا میرا اپنا حصہ ہے،" رامو نے کہا۔ "اور میں اسے کاٹ رہا ہوں! "

سومو سمجھ گیا کہ اب وہ اپنے بھائی کو بے وقوف نہیں بنا سکتا۔ اس دن سے دونوں نے گائے کا دودھ اور آم بانٹ لیئے۔ انہوں نے انہیں بیچ دیا اور رقم برابر تقسیم کر دی۔ جہاں تک کمبل کا تعلق ہے، انہوں نے باری باری لی : سومو نے اسے ایک رات اور رامو نے اگلی رات استعمال کیا۔




© Katha Jharna 2008

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

**Urdu** Mohammad Naseem

**Artist** Uma Krishnaswamy

# گلہری کی دھاریاں

راکشس کا بھگوان راون ایک طاقتور بادشاہ تھا۔ ایک دن اس نے رام کی بیوی سیتا کو اغوا کرلیا اور اسے اپنے اڑتے ہوئے رتھ میں اپنی ریاست لنکا پہنچا دیا۔

سیتا کو بچانے کے لیے رام کو سمندر پار کرنا پڑے گا! وہ بندروں کی اپنی زبردست فوج کے ساتھ سمندر کے کنارے کھڑے تھے۔ ناقابل تسخیر پانی کے اس پار دیکھتے ہوئے، انھوں نے سمندر کے بادشاہ سے مدد مانگنے کا فیصلہ کیا۔

"ہمارے لیئے سمندر کے ذریعے ایک راستہ کھولو!" رام نے عرض کیا۔ لیکن بادشاہ نے ان کی دعا کو نظر انداز کیا۔ غصے میں، رام نے پانی میں جادوئی تیر مارے۔ تمام مچھلیاں اور دیگر سمندری مخلوق پریشان ہو گئیں۔

تب سمندر کا بادشاہ لہروں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے رام سے کہا، "فطرت میں ہر چیز کی اپنی لازوال شکل اور قوانین ہیں۔ میں اپنی ناپائیدہ گہرائیوں کو کیسے کم کر سکتا ہوں یا اپنی لہروں کی ابدی حرکت کو کیسے روک سکتا ہوں؟ اس کے بجائے، میں آپ کی فوج کو اپنی سلطنت میں ایک پل بنانے کی اجازت دوں گا۔"



چنانچہ رام نے اپنے سپاہیوں کو پل بنانے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے جا کر ہزاروں بڑی چٹانیں اور پتھریں اکٹھی کیں۔ انھوں نے پل کو اچھے وقت میں مکمل کرنے کے لیئے آرام کیئے بغیر کام کیا۔



اس سب کے درمیان ایک گلہری پل کے مقام پر آگئی۔ اس کے منہ میں بہت سے کنکر تھے۔ انھیں پتھر کے درمیان احتیاط سے رکھا۔ آگے پیچھے بھاگتے ہوئے، اس نے جتنے کنکر ہوسکتے تھے اکٹھے کیئے اور انہیں پتھروں کے درمیان ٹکا دیا۔

جب رام نے اس مسلسل سرگرمی کو دیکھا تو انھوں نے حیرت سے پوچھا، "وہ چھوٹی گلہری کیا کر رہی ہے؟"

لیکن جب بندروں نے گلہری کو دیکھا تو وہ اس پر چیخنے لگے۔ "ارے، ننھی! تم بہت چھوٹی ہو اور ہمارے ساتھ کام کرنے کے لیئے بہت کمزور ہو۔ چلے جاؤ!"

گلہری سیدھی کھڑی ہوگئی۔





"میں پل کی تعمیر میں مدد کر رہی ہوں،" اس نے کہا۔

بندر اپنی بڑی آواز کے ساتھ دل سے ہنسے اور گلہری کا مذاق اڑایا۔ "کیا تم نے کبھی کوئی ایسی فضول بات سنی ہے؟" انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا۔

لیکن گلہری نے اپنا دفاع کیا۔ "چٹانیں میرے لیئے بہت بھاری ہیں۔ کنکریاں وہ سب ہیں جو میں اٹھا سکتی ہوں۔ اس لیئے میں لائی ہوں۔ کیونکہ میں بھی سیتا کو بچانے میں مدد کرنا چاہتی ہوں۔"

بندروں نے گلہری کو راستے سے ہٹا دیا اور اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا۔ لیکن گلہری کنکریاں جمع کرتی رہی اور پتھروں کے درمیان رکھ دیتی۔



یہ دیکھ کر ایک بندر نے غصے سے گلہری کو اٹھایا اور پھینک دیا۔ گلہری آسمان کی طرف بلند ہوئی۔ "راما!" یہ روئی. جیسے ہی وہ زمین پر گری، رام نے اسے پکڑلیا۔ اس نے اسے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ اس نے اسے غور سے دیکھا۔

پھر انھوں نے بندروں کو اپنے پاس بلایا۔ ''تم طاقتور ہو،'' انھوں نے کہا، "اور یہ گلہری کمزور ہے لیکن ہر کوئی اپنی مقامی طاقت اور مہارت کے مطابق کام کرتا ہے۔"

" جو کمزور ہوتے ہیں ان میں بڑی لگن ہوتی ہے۔ ہمیں بھی ان کی مدد کی ضرورت ہے۔ اور یاد رکھیں، پتھروں کے درمیان رکھے چھوٹے کنکر دراصل ایک پل کو مضبوط بناتے ہیں۔"

رام نے گلہری کو اپنے ہاتھ میں تھام لیا۔ انھوں نے پیار سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارا۔ انکی خدائی انگلیوں نے تین سیاہ نقوش چھوڑے۔ یہ وہی دھاریاں ہیں جو ہم آج تک گلہریوں کی پیٹھ پر دیکھتے ہیں، یا ایسا ہی کہا جاتا ہے۔





**Publisher** Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi **Urdu** Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi **Artist** Uma Krishnaswamy